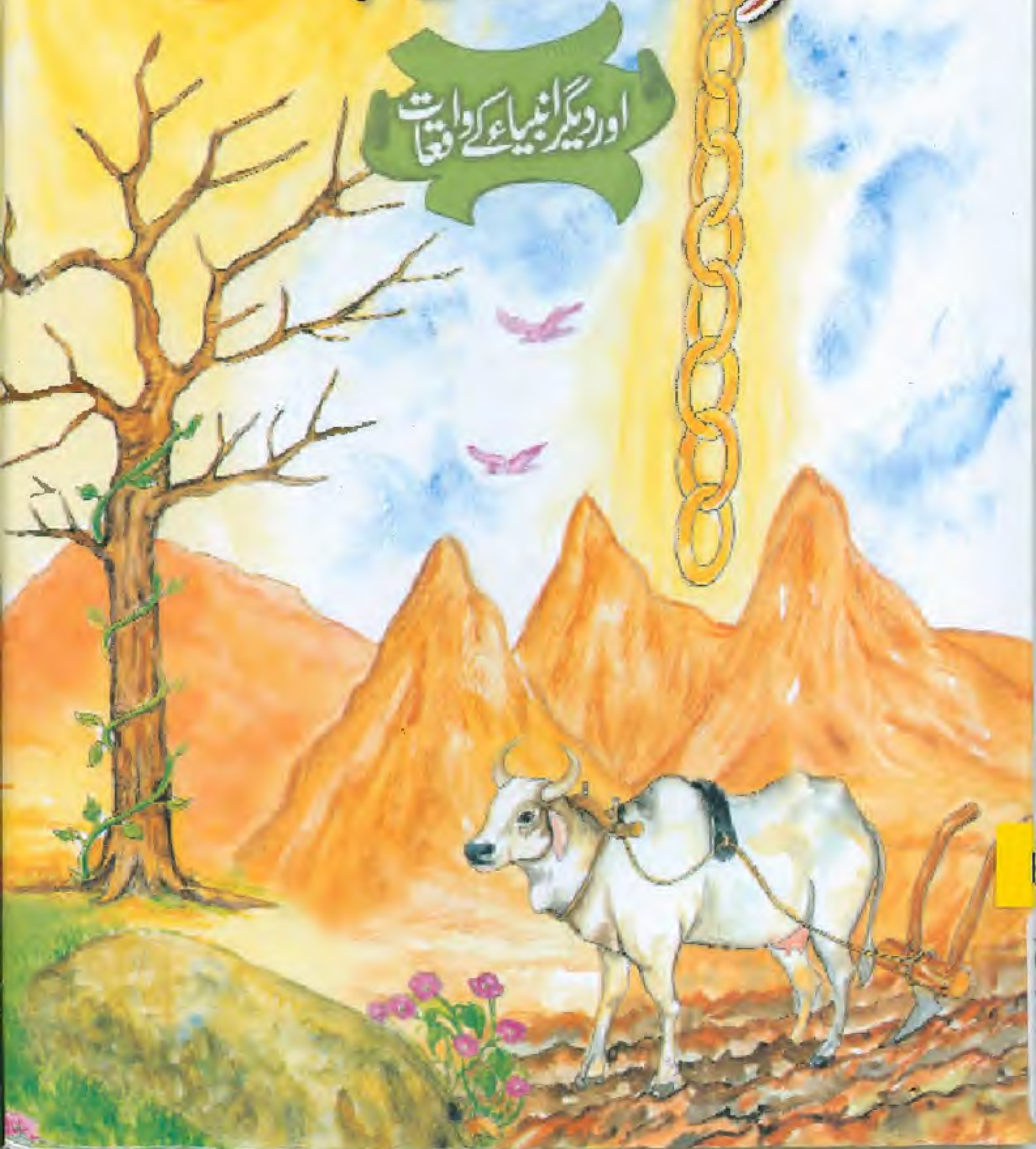
الفاظ معانی کے ساتھ

حضرت داؤد علیہ السلام



الفاظ و معانی کے ساتھ

حضرت داؤد علیہ السلام

اور دیگر انبیاء کے واقعات



چلڈرن پبلیکیشنز
E-mail: childrenpublications@hotmail.com
CHILDREN'S BOOK FAIR

فہرست مضامین



2006ء

  قیمت

حضرت شمویل علیہ السلام

ہزاروں سال پہلے کی بات ہے کہ بنی اسرائیل پر دشمنوں نے حملہ کیا اور بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں کے ہاتھوں شکست دلوائی۔ چنانچہ غزہ اور عسقلان والوں کے ساتھ لڑائیوں میں بنی اسرائیل مغلوب ہوئے اور ان پر عمالقہ کا قبضہ ہو گیا۔ انہوں نے وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔ لاوی کے خاندان میں کوئی نبی باقی نہ رہا اور ان میں سے صرف ایک حاملہ عورت باقی رہ گئی۔ اس عورت نے اللہ تعالیٰ سے اولادِ نرینہ (بیٹا) کی دعا کی۔ اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے ایک بیٹا عطا فرمایا۔ ماں نے اس کا نام شمویل رکھا۔ عبرانی زبان میں شمویل کا معنی اسمٰعیل ہے یعنی ”اللہ نے میری دعا قبول کی۔“

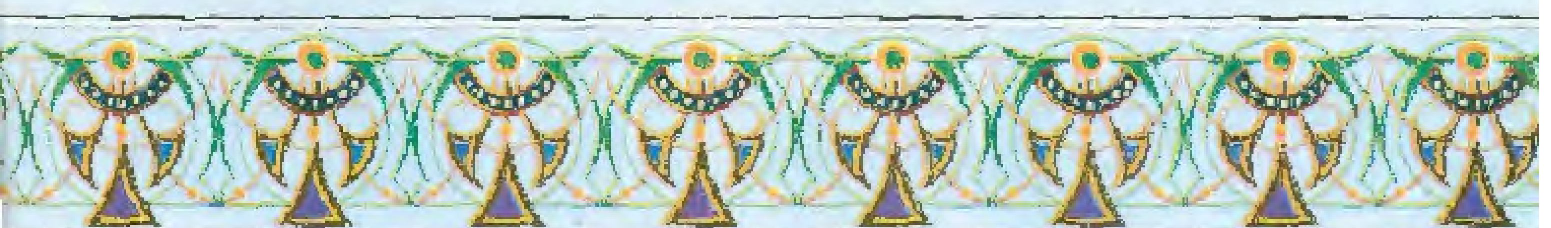
یہ لڑکا جب کچھ جوان ہوا تو اس کی ماں اسے عبادت گاہ لے گئی اور اسے ایک نیک آدمی کے سپرد کر دیا تاکہ وہ اس کے بیٹے کو اچھے کام اور عبادت کا طریقہ سکھا دے۔ لڑکا اس آدمی کے پاس ٹھہر گیا اور اس سے تربیت حاصل کرنے لگا۔ جب لڑکا مکمل جوان ہوا تو وہ ایک رات سویا ہوا تھا کہ اس نے عبادت گاہ کے ایک کونے سے ایک آواز سنی۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے سمجھا کہ استاد اسے پکار رہا ہے۔

”کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟“ اس نے استاد سے پوچھا۔

استاد نے اُسے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا اور جواب دیا۔ ”ہاں۔ آپ سو جائیں کوئی بات نہیں۔“

وہ نوجوان پھر سو گیا۔ مگر پھر دوبارہ اور سہ بارہ یہی معاملہ پیش آیا۔ دراصل جبرائیل علیہ السلام نے ان کو بلایا تھا۔ آپ اٹھ کر جبرائیل علیہ السلام کے پاس گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔





"اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیا ہے۔"

اس کے بعد وہ حالات پیش آئے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ میں فرمایا۔ حضرت شمویل علیہ السلام کی رسالت پر بنی اسرائیل ایمان لے آئے۔ بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ اہل عمالقہ کے ہاتھوں اپنی قوم کی شکست کے غم میں فوت ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کے نبی شمویل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ بنا دیں تاکہ ہم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس کی قیادت میں دشمنوں سے لڑیں۔ حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ "ممکن ہے کہ اگر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو تم جہاد نہ کرو؟"

انہوں نے کہا۔ "بھلا ہم اللہ کے راستے میں کیوں جہاد نہ کریں گے؟" یعنی ہمیں لڑائی نے تباہ حال کر دیا ہے ہمیں لڑائی سے کون روک سکتا ہے۔ حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے جدا کر دیا گیا۔ لہٰذا ہمیں اپنے گھروں اور قیدی بیٹوں کی خاطر لڑائی کرنی چاہیے۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنا دیا ہے۔"

طالوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بنیامین کی نسل سے تھے۔ (وہ سقّہ یعنی پانی پلانے والے تھے یا چمڑوں کے رنگنے والے)

بنی اسرائیل نے نبی اللہ سے کہا۔ "ہم پر حکومت کرنے کا حق اس کے لیے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم بادشاہت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں اسے مال کی فراخی نہیں دی گئی۔"

کہتے ہیں نبوت لاوی کے خاندان میں تھی اور حکومت یہودا کے قبیلے میں تھی جبکہ طالوت بنیامین کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ انہوں نے طالوت کے بادشاہ ہونے پر اعتراض کیا اور خود کو اس کا زیادہ حق دار قرار دیا اور کہا کہ طالوت فقیر ہے اس کے پاس مال و دولت بھی نہیں ہے اس لیے ایسا شخص بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اللہ کے نبی نے فرمایا۔ "یقیناً اللہ نے اسے تم پر چن لیا اور علمی اور جسمانی کشادگی میں زیادہ کیا ہے۔"



قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''کیا آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا جبکہ انہوں نے اپنے نبی کو کہا کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنا دیجئے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ (نبی نے) کہا ممکن ہے جہاد فرض ہونے کے بعد تم جہاد نہ کرو۔ انہوں نے کہا: بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے۔ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور کر دیے گئے ہیں پھر ان پر جہاد فرض ہوا تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور ان کو ان کے نبی نے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا دیا ہے۔ تو وہ کہنے لگے: بھلا ہم پر اس کی حکومت کیسے ہو سکتی ہے؟ ہم بادشاہت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس کو مالی کشادگی نہیں دی گئی۔ (نبی نے) فرمایا: اللہ نے اسے تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی برتری عطا کی ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا علم والا ہے۔ اور ان کے نبی نے ان کو کہا کہ اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ ہے۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تمہارے لیے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔''

جب طالوت لشکروں کو لے کر نکلے تو کہا اللہ یقیناً تم کو ایک نہر سے آزمانے والا ہے۔ جس نے اس میں سے پانی پی لیا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے چلو بھر لے۔ لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پانی پی لیا۔ جب طالوت مومنین سمیت نہر سے گزر گئے تو وہ کہنے لگے آج ہم میں طاقت نہیں کہ جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑیں۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین رکھنے والوں نے کہا کہ بسا اوقات چھوٹی اور تھوڑی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پا لیتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب ان کا جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار! ہمیں صبر دے، ثابت قدمی دے اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔ چنانچہ اللہ کے حکم

سے انہوں نے جالوت کی قوم کو شکست دی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ نے اس کو مملکت، اور حکمت عطا کی اور جتنا چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت 246 تا 251)

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شمویل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل سے جس کا قد اس کی لاٹھی کی لمبائی جتنا ہوا اور جب وہ آپ کے پاس حاضر ہو تو یہ سینگ جوش مارنے لگے گا جس میں القدس کا تیل ہے تو وہ ان کا بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ آ کر اپنا قد اس لاٹھی کے ساتھ ناپنے لگے۔ تو طالوت کے سوا اس کے برابر قد والا کوئی نہ تھا۔ جب طالوت حضرت شمویل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو وہ سینگ جوش مارنے لگا۔ شمویل علیہ السلام نے طالوت کو اس سینگ سے تیل لگایا اور بادشاہت کے لیے نامزد کر دیا۔ پھر لوگوں سے کہا۔

"یقیناً اللہ نے اسے تم پر پسند کر لیا ہے اور اس کو علم میں زیادہ کیا ہے۔"

بعض کہتے ہیں کہ طالوت کو جنگوں کا تجربہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ عام طور پر اس کے پاس بہت علم تھا۔ وہ جسمانی لحاظ سے قد کاٹھ والا اور خوبصورت تھا۔ درحقیقت یہ اس نیک آدمی کی حکومت کی برکت تھی کہ اللہ نے ان کی طرف وہ صندوق لوٹا دیا جو ان سے چھین لیا گیا تھا اور دشمن ان سے یہ صندوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اسی صندوق کی برکت سے دشمنوں پر ان کی مدد کی جاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اس صندوق میں سونے کا ایک تھال تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے سینوں کو دھویا جاتا رہا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صندوق میں ایک بلی جیسا جانور تھا۔ جب لڑائی کے دوران وہ چیختا تو بنی اسرائیل کو یقین ہو جاتا کہ اب اللہ کی مدد و نصرت نازل ہوگی۔ آل موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون علیہ السلام کی باقی ماندہ چیزوں سے مراد تختیوں کے ٹکڑے تھے اور کچھ "من" تھا جو بیابان میں ان پر اترتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب فاتح قوم نے اس صندوق یا تابوت پر قبضہ کیا تو اس میں برکت والی باقی ماندہ چیزیں تھیں اور اس

میں تورات بھی تھی۔ عمالقہ قوم نے اس صندوق کو اپنے علاقے کے ایک بت کے نیچے رکھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ وہ صندوق بت کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پھر اسے اٹھا کر نیچے رکھ دیا۔ دوسرے دن صبح پھر صندوق بت کے اوپر پڑا تھا۔ جب بار بار ایسا ہوا تو انہیں سمجھ آ گئی کہ یہ معاملہ اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر انہوں نے صندوق کو اپنے شہر سے نکالا اور کسی بستی میں رکھ دیا۔ پھر ان کی گردنوں میں ایک بیماری پھیلنا شروع ہوگئی۔ جب بیماری کا سلسلہ لمبا ہوا تو انہوں نے اس صندوق کو ایک بیل گاڑی میں رکھ اور دو بیلوں کو آگے باندھ کر ان کو ہانک دیا۔

کہتے ہیں کہ فرشتوں نے ان (بیلوں) کو چلایا اور بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس لے آئے جبکہ وہ سب دیکھ رہے تھے جیسے ان کو ان کے نبی نے خبر دی تھی۔ اب اللہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ فرشتے اس صندوق کو کیسے لائے۔ ظاہر تو یہی ہے کہ فرشتے خود اٹھائے ہوئے تھے۔

جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر چلا تو اس نے ان سے کہا۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں ایک دریا (نہر) کے ساتھ آزمانے کو ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس نہر سے مراد دریائے اردن ہے اور اس کا نام "شریعت" تھا۔

طالوت کا اپنے لشکروں کو اس نہر سے پانی نہ پینے کا حکم دینا اللہ کے نبی کے حکم سے تھا اور نبی کا حکم اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ گویا اللہ نے انہیں آزمایا تھا۔ طالوت نے لشکروں سے کہا کہ جو اس نہر سے پانی پیے گا وہ میرے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوگا۔ اس سے پانی نہ پینے والا ہی میرے ساتھ آئے۔ ہاں ہاتھ کے ساتھ چلو پانی لے لینا اور بات ہے یعنی اس میں کوئی حرج نہیں۔

لشکر کی تعداد اسی ہزار تھی۔ ان میں سے 76 ہزار نے پانی پی لیا صرف 4 ہزار نے نہ پیا۔ (السدی) لیکن زیادہ درست اور صحیح حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نہر عبور کرنے





والے 310 سے کچھ زیادہ تھے کیونکہ بیت المقدس کی سرزمین میں لڑنے والے لشکر کا 80 ہزار کی تعداد میں جمع ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔

جب طالوت اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں نے اس نہر کو عبور کر لیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس جالوت کے لشکروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین رکھنے والوں نے کہا کہ بارہا چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے سامنے آئے تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر ڈال دے۔ ہمیں ثابت قدم بنا اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔ یعنی ہمیں صبر کی طاقت عطا فرما تاکہ ہمارے دل مضبوط ہو جائیں اور ہم پریشانی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور میدان جنگ میں ہمارے قدموں کو جما دے اور دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہوں نے اللہ کی قوت و نصرت سے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا جس سے اس کا پورا لشکر ذلیل و رسوا ہوا۔ اس فتح کے نتیجے میں بنی اسرائیل کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آیا اور بڑے بڑے بہادر لوگ قید ہو گئے اور دین حق باطل پر غالب آ گیا۔

بادشاہ طالوت نے اعلان کیا تھا کہ جو آدمی جالوت کو قتل کرے گا اس کی شادی وہ اپنی بیٹی کے ساتھ کر دے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو جنگ میں قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ طالوت نے وعدے کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ بنی اسرائیل پر حضرت داؤد علیہ السلام کی عظمت واضح ہوگئی اور وہ آپ سے محبت کرنے لگے بلکہ طالوت سے بھی زیادہ داؤد علیہ السلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اس پر طالوت حسد میں مبتلا ہوا اور اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ علماء نے طالوت کو داؤد علیہ السلام کے قتل سے روکنے کی



کوشش کی تو اس نے علماء پر سختی کی اور انہیں قتل کیا حتیٰ کہ بہت کم علماء باقی رہ گئے پھر اسے توبہ کی توفیق مل گئی۔ وہ نادم اور پریشان ہوا اور اس نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا۔

اس زمانے میں حضرت شمویل علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔ طالوت قبرستان میں جاتا اور روتا رہتا۔ ایک دن اسے قبرستان سے آواز سنائی دی۔

"اے طالوت! تو نے ہمیں قتل کر دیا حالانکہ ہم زندہ ہیں۔ تو نے ہمیں اذیت دی حالانکہ ہم مردہ تھے۔"

اس آواز سے اس کا رونا اور خوف وہراس اور زیادہ ہو گیا۔ پھر اس نے ایسے عالم کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا جس سے وہ پوچھ سکے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اسے ایک عابدہ وزاہدہ عورت کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ عورت طالوت کو حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر کے پاس لے گئی۔ اس عورت نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو حضرت شمویل علیہ السلام اپنی قبر سے اٹھے اور پوچھا۔ "کیا قیامت قائم ہو چکی ہے؟" عورت نے کہا۔ "نہیں۔ البتہ یہ طالوت آپ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو جائے گی؟"

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ "ہاں۔ توبہ اس طرح قبول ہو گی کہ تو بادشاہت سے دستبردار ہو جائے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ حتیٰ کہ شہید ہو جائے۔"

یہ کہہ کر حضرت شمویل علیہ السلام پھر فوت ہو گئے۔ اس کے بعد طالوت نے بادشاہی حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے چھوڑ دی اور اپنے 13 بیٹوں کے ساتھ چل دیا۔ ان سب نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ تمام شہید ہو گئے۔

ایک اور روایت ہے کہ وہ عورت طالوت کو شمویل علیہ السلام کی قبر کے پاس لائی تھی اور شمویل علیہ السلام نے طالوت کو سرزنش کی تھی کہ اس نے ان کے بعد ایسے ایسے کام کیوں کیے؟ یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ شاید خواب میں اس نے حضرت شمویل علیہ السلام کو دیکھا ہو گا نہ کہ وہ زندہ قبر سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ نبی کا معجزہ ہی ہو سکتا ہے اور وہ عورت تو نبی نہ تھی۔



مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مغلوب ہونا	شکست کھانا	اہل عمالقہ	عمالقہ کے باشندے
عبرانی زبان	یہودیوں کی زبان	ایمان لانا	مسلمان ہونا۔ تسلیم کرنا
تذکرہ کرنا	ذکر کرنا	قیادت	رہنمائی۔ سرگروہی
مالی خوشحالی	دولت مندی	برگزیدہ	عزت والا
جہاد	اللہ کی راہ میں لڑنا	آزمانا	آزمائش کرنا۔ امتحان لینا
جوش مارنا	آواز دینا	مملکت	سلطنت۔ ملک
ترکہ	ورثہ	دلیل	ثبوت۔ نشانی
مومنین	مومن کی جمع۔ ایمان والے	تیہ میدان	بیت المقدس کے باہر ایک جگہ
چلو پانی	ایک ہاتھ جتنا پانی	سرزمین	علاقہ
بارہا	اکثر۔ کئی مرتبہ	نصرت	مدد۔ حمایت
رسوا ہونا	بے عزت ہونا۔ ذلیل ہونا	دستبردار ہونا	الگ ہو جانا
نادم ہونا	شرمندہ ہونا	گرویدہ ہونا	محبت کرنا
سرزنش کرنا	لعن طعن کرنا۔ ڈانٹنا	مناسب	موزوں۔ بہتر

حضرت یوشع علیہ السلام

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کی سرزمین سے نکلے تو فرعون بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لیے اپنے لشکروں کو لے کر روانہ ہوا۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ ان کی قوم کے علاوہ ان کے بھائی ہارون اور ایک نوجوان یوشع بن نون بھی تھے۔ یوشع بن نون کا شمار ان دنوں بنی اسرائیل کے سرداروں، علماء اور بڑے عبادت گزاروں میں ہوتا تھا۔ موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوشع کی طرف وحی بھیجی اور ان کو نبی بنا دیا تھا۔

حضرت یوشع علیہ السلام حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی نسل سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان کا نام لیے بغیر ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ترجمہ: "اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان کو کہا۔" (سورۃ الکہف۔ آیت 6)

ترجمہ: "جب وہ دونوں آگے گزر گئے تو اس (موسیٰ) نے اپنے نوجوان سے کہا۔" (سورۃ الکہف۔ آیت 62)

اسی نوجوان کو حضرت یوشع علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ اہل کتاب (یہودی عیسائی) بھی انہیں نبی مانتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری عمر میں ان کی نبوت حضرت یوشع بن نون کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یوشع سے نئے نئے اوامر و نواہی کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یوشع علیہ السلام نے کہا۔

"اے کلیم اللہ! میں آپ کی طرف آنے والی وحی کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ خود ہی خبر دے دیا کرتے تھے۔" (ابن جریر)

اگرچہ یہ روایت درست معلوم نہیں ہوتی لیکن اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تھی۔



جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخری سفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل جوان کے قبیلوں کے لحاظ سے شمار کرو اور بارہ قبیلوں سے ہر قبیلے پر ایک ایک امیر اور نگران مقرر کرو۔ یہ صرف اس لیے تھا تاکہ وہ سرکش اور ظالم قوم کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہوسکیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا اور ان میں بارہ نگران بنا دیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو اچھا قرضہ دو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور تمہیں باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہ سیدھے راستے سے بہک گیا۔ (سورۃ المائدہ۔ آیت 12)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں سے لڑائی کرنے والے اور ہتھیار اٹھانے کے قابل لوگوں کے نام لکھوا اور وہ بیس سال یا اس سے زیادہ عمر والے ہوں۔ اور ان میں ہر گروہ پر ایک نگران مقرر کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا گیا اور بارہ گروہ ترتیب دیے گئے۔ ان میں یہ گروہ تھے۔

(۱) پہلا گروہ روبیل کی اولاد کا تھا۔ کیونکہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بڑا بیٹا تھا۔ ان میں لڑائی کرنے والے افراد کی تعداد 46 ہزار 500 تھی۔

(۲) دوسرا گروہ شمعون کا قبیلہ تھا۔ یہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ ان میں لڑائی کے قابل افراد کی تعداد 59 ہزار 300 تھی۔

(۳) تیسرا گروہ یہودا کا قبیلہ تھا۔ ان کی تعداد 74 ہزار 600 تھی۔

(۴) چوتھا گروہ ''ایس خر'' کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 54 ہزار 400 تھی۔

(۵) پانچواں گروہ حضرت یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام کا قبیلہ تھا۔ ان کی تعداد 40 ہزار 500 تھی اور اس گروہ کا نگران یوشع بن نون تھا۔



(۶) چھٹا گروہ یشکار کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 21 ہزار دو سو تھی۔

(۷) ساتواں گروہ بنیامین (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی) کا قبیلہ تھا جس کی تعداد 35 ہزار 400 تھی۔

(۸) آٹھواں گروہ قبیلہ "جاد" کا تھا جن کی تعداد 45 ہزار 650 تھی۔

(۹) نواں گروہ "اشیر" کا قبیلہ تھا جس کی تعداد 41 ہزار پانچ سو تھی۔

(۱۰) دسواں گروہ "دان" کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 62 ہزار سات سو تھی۔

(۱۱) گیارہواں گروہ "نفتالی" کا قبیلہ تھا جو 53 ہزار چار سو افراد پر مشتمل تھا۔

ان میں لاوی کی اولاد شامل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ان کو شمار نہ کرنا۔ ان کی ذمہ داری دوسرے کاموں کی تھی۔ یہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا خاندان تھا اور ان کی تعداد 22 ہزار تھی۔ ان کے علاوہ باقی لڑائی کرنے کے قابل کل پانچ لاکھ تین ہزار چھ سو چھپن افراد تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف سفر کیا تو لشکر کے اگلے حصے کی سرپرستی حضرت یوشع علیہ السلام کر رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام میدان تیہ میں فوت ہو گئے۔ ان کے دو سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میدان تیہ میں فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیت المقدس کے قریب ہونے کا سوال کیا تو اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ گویا میدان تیہ سے ان کو ساتھ لے کر نکلنے والے اور بیت المقدس میں ان کو داخل کرانے کا قصد کرنے والے یوشع بن نون تھے۔

تاریخ میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام بنی اسرائیل کو "نہر الاردن" پار کرا کے "اریحا" بستی کے پاس لے گئے۔ اس بستی کی دیوار یعنی فصیل بہت زیادہ محفوظ تھی۔ اس کے محل بہت بلند تھے اور وہاں کی آبادی کی تعداد کافی تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر ایک دن انہوں نے اس بستی کو گھیرے میں لے کر بگل بجائے اور بیک زبان نعرہ تکبیر بلند کیا تو اس کی دیوار ٹوٹی اور آن واحد میں زمین بوس ہو گئی۔ پھر وہ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے تمام مال و دولت کو مال غنیمت کے طور پر سمیٹ لیا۔ بنی اسرائیل نے وہاں بارہ ہزار مرد اور عورتیں قتل کیں۔ انہوں نے بہت سے بادشاہوں سے جنگ کی۔ حتیٰ کہ کہا

جاتا ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے شام کے بادشاہوں میں سے اکتیس بادشاہوں پر غلبہ پایا۔

اہل کتاب نے ذکر کیا ہے کہ "اریحا" کا محاصرہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ختم ہوا جب سورج غروب ہوا یا غروب ہونے کے قریب تھا۔ اور ہفتہ کا دن شروع ہونے والا تھا جس کی اس دور میں تعظیم لازمی تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے دعا مانگی۔

"اے سورج! تو اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی پابند ہوں۔ اے اللہ! اس (سورج) کو مجھ پر روک دے۔" تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو غروب ہونے سے روک دیا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گیا۔ اور چاند کو حکم ہوا۔ وہ بھی رک گیا۔ زیادہ درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے دوران پیش آیا تھا اور بیت المقدس کی فتح ہی بڑا مقصد تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج صرف یوشع علیہ السلام کے لیے روکا گیا تھا جب وہ بیت المقدس کی طرف گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کو فتح کرنے والے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون تھے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا۔

"میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جو کسی عورت کا مالک (شوہر) بنا ہے (اور ابھی تک کنوارا ہے) اور وہ شخص جس نے مکان کی دیواریں بنائی ہیں لیکن ابھی چھت نہیں ڈالی۔ اسی طرح وہ شخص بھی ساتھ نہ جائے جس نے بکریاں خریدی ہیں یا گابھن جانور خریدے ہیں اور اسے ان جانوروں کے بچے پیدا ہونے کا انتظار ہے۔"

وہ نبی ایک بستی کے قریب پہنچا تو عصر کی نماز پڑھی جا چکی تھی۔ یا اس کا وقت قریب تھا۔ اس نے سورج سے کہا تو اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اللہ کے حکم کا پابند ہوں۔ اے اللہ! تھوڑی دیر کے لیے اس (سورج) کو روک دے۔ اللہ نے سورج کو روک دیا حتیٰ کہ اللہ نے اسے فتح دی۔ انہوں نے مال غنیمت جمع کیا۔ آسمان سے آگ اسے کھانے کے لیے آئی لیکن آگ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نبی نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہارے اندر کوئی خیانت کرنے والا موجود ہے۔ پس ہر قبیلے میں سے ایک آدمی میری بیعت کرے۔ ان لوگوں نے

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بیعت کی تو ایک آدمی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چپک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت کرنے والا آدمی ہے۔ تمہارا پورا قبیلہ میری بیعت کرے۔ قبیلے نے بیعت کی تو دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ کے ساتھ آپ کا ہاتھ چپک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے خیانت کی ہے۔ وہ گائے کے سر کے برابر سونا لائے اور میدان میں باقی مال کے ساتھ اسے رکھ دیا گیا۔ آسمان سے آگ آئی اور اس نے اس کو جلا دیا۔ ہم سے پہلے کسی شریعت میں مال غنیمت حلال نہ تھا۔ اللہ نے ہماری عاجزی اور کمزوری کو دیکھا اور ہمارے لیے اسے (مال غنیمت کو) حلال وطیب کر دیا۔ (مسند احمدؒ)

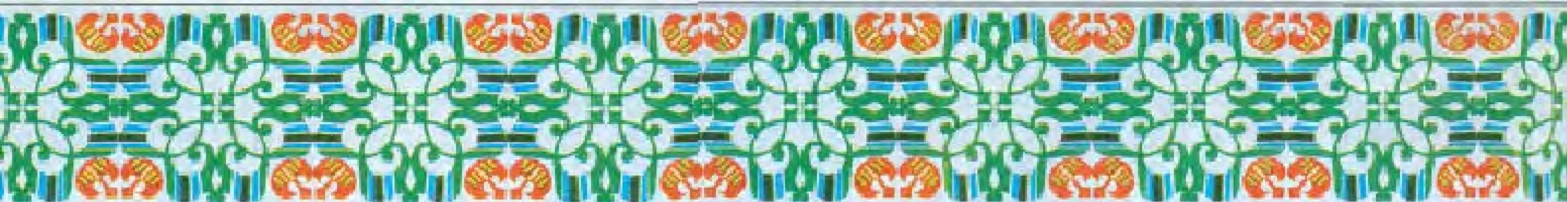
جب بیت المقدس پر بنی اسرائیل کا قبضہ مضبوط ہو گیا تو وہ وہیں آباد ہو گئے اور اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام ان میں اللہ کی کتاب تورات کے ساتھ فیصلے کرتے رہے۔ پھر وہ وہیں فوت ہوئے۔ ان کی عمر 127 برس تھی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد 27 سال زندہ رہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنے دور میں بہت سی فتوحات حاصل کیں اور اسلام کی سربلندی کے لیے بہت زیادہ کام کیا۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے حضرت کالب بن یوفنا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔

میدان تیہ اور جبار قوم

(۱) جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کے علاقے کو چھوڑ کر بیت المقدس کے علاقے میں پہنچے تو وہاں حیتانی، فزاری اور کنعانی جیسی جبار قوموں سے آپ کا واسطہ پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ان قوموں کے پاس جانے، ان سے جنگ کرنے اور ان کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی زبانی یہ ملک بنی اسرائیل کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن بنی اسرائیل نے جبار قوم سے ڈر کر جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ جہاد سے روگردانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر دشمن کا خوف مسلط کر دیا اور ان کو میدان تیہ میں 40 سال تک بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ وہاں خانہ بدوشوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے اور بھٹکتے پھرتے رہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا۔





ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبیا پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عطا کیا جتنا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اے میری قوم! پاک سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ گھاٹے والے ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! اس میں سرکش قوم ہے اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے حتیٰ کہ وہ اس سے نکل جائیں اگر وہ وہاں سے نکل گئے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے دو آدمیوں نے جن پر اللہ نے انعام کیا تھا کہا: ان پر دروازے میں داخل ہو جاؤ جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم ہی غالب ہو گے۔ اور اللہ پر ہی بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو۔ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! ہم کبھی بھی اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں۔ پس تو اور تیرا رب جاؤ۔ جس (ان سے) لڑائی کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں گے۔ (موسیٰ نے) کہا: اے میرے رب! میں تو صرف اپنی ذات اور اپنے بھائی پر اختیار رکھتا ہوں۔ پس تو ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: یقیناً وہ (سرزمین بیت المقدس) ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے۔ وہ زمین میں حیران پھرتے رہیں گے۔ پس تو نافرمان قوم پر غم نہ کر۔" (سورۃ المائدہ، آیت 20 تا 26)

بنی اسرائیل نے جبار قوم سے جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ انتہائی سرکش اور کافر قوم تھی۔ بنی اسرائیل ان سرکشوں سے ڈر گئے۔ ان میں سے دو نیک آدمیوں نے بنی اسرائیل کو لڑنے کا اشارہ کیا تھا اور بزدلی دکھانے سے روکا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ دو شخص حضرت یوشع علیہ السلام اور کالب بن یوفنا تھے۔ جب بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کیا تو ان کی بزدلی کی باتیں سن کر حضرت یوشع اور کالب بن یوفنا نے رنج و غم سے اپنے کپڑے چاک کر لیے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے جہاد سے روگردانی کی یہ سزا دی کہ وہ اس علاقے میں چالیس سال تک بے مقصد حیران و پریشان پھرتے رہے۔ اس جگہ کو میدان تیہ کہا جاتا ہے اور میدان تیہ میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ بچ سکا۔ بلکہ چالیس سال میں ان کی اولاد، حضرت یوشع علیہ السلام اور کالب بن یوفنا کے سوا سب کے سب مر گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 5 فرعون سے ایک لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے

http://pdfbooksfree.blogspot.com

حضرت یوشع علیہ السلام کو تیار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لاٹھی کو بلند کرتے تو حضرت یوشع علیہ السلام کو کافروں پر غلبہ حاصل ہو جاتا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی تھکاوٹ کی وجہ سے نیچے ہوتی تو کافر حضرت یوشع علیہ السلام پر غالب آ جاتے۔ اسی طرح حضرت یوشع علیہ السلام کا لشکر کافروں کے لشکر پر غالب آ گیا۔

میدان تیہ کے بارے میں اہل کتاب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے تیسرے مہینے میں (کوہ طور کی وادی) کے قریب ایک میدان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ سال کی ابتدا میں مصر سے نکلے تھے اور اس وقت موسم بہار کی آمد آمد تھی۔ جب وہ میدان تیہ (طور سینا کی وادی یا میدان) میں داخل ہوئے تو موسم گرما شروع ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل طور سینا کے ارد گرد رہائش پذیر ہو گئے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بات چیت کی۔

(۲) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام گزر رہے تھے۔ اچانک سیاہ آندھی آگئی۔ یوشع علیہ السلام نے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو قیامت ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چمٹ گئے اور کہا کہ قیامت آنے کی تو میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چمٹا ہوا ہوں گا۔ پس موسیٰ کو قمیص کے پیچھے سے (ملک الموت نے) کھینچ لیا اور قمیص یوشع علیہ السلام کے ہاتھ میں رہ گئی۔ جب حضرت یوشع علیہ السلام قمیص لے کر واپس آئے تو بنی اسرائیل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے اللہ کے نبی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے اسے قتل نہیں کیا وہ تو مجھ سے چھین لیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل نے اس بات کی تصدیق نہ کی اور حضرت یوشع علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔ پس حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اس کی نگرانی پر مامور تمام لوگوں کو خواب آیا کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ ہم نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت یوشع علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوامر و نواہی	امر و نہی کی جمع	امیر	حاکم، عملدار، سردار
شمار کرنا	گننا	نگران	نگرانی کرنے والا
سرپرستی	نگرانی، سربراہی	فصیل	حفاظتی دیوار
قصد	ارادہ	بگل	باجا
محاصرہ کرنا	گھیرے میں لینا	گابھن	جس کا بچہ پیدا ہونے کے قریب ہو
زمین بوس ہونا	زمین پر گرنا	بیعت کرنا	اعتماد کرنا، یقین کرنا
غلبہ پانا	غالب آنا، قبضہ کرنا	شریعت	مذہبی قانون
خانہ بدوش	بے گھر	سرکش	نافرمان
فاسق	بدکار، گناہ گار	بے مقصد	بیکار، کسی مقصد کے بغیر
آنکھ لگنا	اونگھ آنا	چمٹ جانا	چپک جانا
تصدیق کرنا	سچ کرنا، مان لینا	ابتدا	آغاز، شروع

حضرت داؤد علیہ السلام

بیت لحم یروشلم سے تقریباً دس میل جنوب کی سمت میں واقع تھا جہاں حضرت داؤد علیہ السلام کے والد یسّی (ایشی) اپنے آٹھ بیٹوں کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔ ان کا پیشہ بھیڑ بکریاں چرانا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور اپنی بے پناہ خوبیوں کے سبب پورے علاقے میں پسند کیے جاتے تھے۔ ان کی شخصیت میں ایسا جادو تھا کہ دیکھنے والے مسحور ہو کر رہ جاتے تھے۔ وہ انتہائی خوبصورت، باتمیز اور بہادر نوجوان تھے۔ انہیں فلاخن (غلیل) چلانے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ ان کے پاس فلاخن کے علاوہ ایک عصا (چھڑی) اور ایک تھیلی تھی جس میں کچھ کنکر (سنگریزے) بھرے رہتے تھے۔ یہ تینوں چیزیں وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے۔ ان کا فلاخن جس چیز پر پڑتا وہ پاش پاش ہو جاتی تھی اور بہادری کا یہ عالم تھا کہ جنگل میں شیر کو کان سے پکڑ کر اس پر سوار ہو جایا کرتے تھے۔

ان دنوں بنی اسرائیل بڑی مصیبت میں مبتلا تھے کہ فلسطینی سردار جالوت ہر قیمت پر بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنانے پر تلا ہوا تھا۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل کا سردار طالوت سخت پریشان تھا کیونکہ سردار جالوت کے پاس طاقت، قوت اور فوج کی کثرت تھی اور طالوت میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ سردار جالوت اور اس کی فوج کا مقابلہ کر سکے۔ پھر اس نے منادی کرا دی کہ بنی اسرائیل کا جو نوجوان فلسطینی سردار جالوت سے مقابلہ کرے گا اور اسے ہلاک کرے گا، اس نوجوان کو نہ صرف آدھی سلطنت کا مالک بنا دیا جائے گا بلکہ وہ اس نوجوان کو اپنا داماد بنائے گا اور اپنی بیٹی کی شادی اس نوجوان سے کر دے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جنگل میں جا رہے تھے کہ اچانک راستے میں پڑے ایک پتھر سے آواز آئی۔

"اے داؤد! میں حجرِ ہارون ہوں۔ مجھ سے ہارون علیہ السلام نے ایک شخص کو مارا تھا۔ مجھے اٹھا لیجیے کسی وقت آپ کے کام آؤں گا۔"

یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کو حیرت ہوئی اور انہوں نے پتھر اٹھا کر اپنے توبڑہ (تھیلا) میں ڈال لیا۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ کچھ ہی دور گئے تھے کہ ایک اور پتھر سے آواز آئی۔

"میں حجرِ موسیٰ علیہ السلام ہوں مجھے اٹھا لیجیے۔ میں وہ پتھر ہوں جس سے انہوں نے ایک شخص کو ہلاک کیا تھا۔



میں بھی آپ کے کام بھی آ سکتا ہوں۔"

حضرت داؤد علیہ السلام حیران ہوئے اور اس پتھر کو بھی اٹھا کر توبڑے میں ڈال لیا۔ راستے میں ایک اور پتھر سے آواز آئی اور اس پتھر نے جو کچھ کہا اس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو پہلے سے زیادہ حیرت ہوئی۔ اس پتھر نے کہا۔ "میں حجر داؤد ہوں جو خدا کے نبی ہیں اور مجھ سے جالوت کو ماریں گے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام نے اس پتھر کو بھی اٹھا لیا۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے سب پتھر اکٹھے ہو گئے اور جب بادشاہ طالوت کی طرف سے انہوں نے یہ اعلان سنا کہ جو نوجوان فلسطینی سردار جالوت کو ہلاک کرے گا، بادشاہ اسے اپنا داماد بنا کر آدھی سلطنت اس کے حوالے کر دیں گے۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام کو پتھروں کی باتیں یاد آ گئیں۔ انہیں یقین ہو گیا کہ پتھروں کا بولنا دھوکا یا وہم نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ چنانچہ منادی کرنے والے سے اعلان سن کر وہ فوراً اس کے پاس پہنچے اور سب کے سامنے اعلان کیا۔

"میں جالوت کو قتل کروں گا۔ بادشاہ کو خوش خبری ہو کہ جلد ہی جالوت کا سر اس کے قدموں میں پڑا ہو گا۔ پھر بادشاہ پر لازم ہو گا کہ اپنا عہد پورا کرتے ہوئے اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کرے اور آدھی سلطنت بھی میرے حوالے کرے۔"

بادشاہ طالوت کو جلد ہی حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد و عزم کی خبر مل گئی۔ اس کے جاسوسوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں چھان بین کر کے بادشاہ کو بتا دیا کہ یہ نوجوان داؤد علیہ السلام واقعی اس قدر بہادر ہے کہ سردار جالوت کا مقابلہ کر سکے۔ یہ سن کر بادشاہ کو بے حد خوشی ہوئی۔ پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوئی تو اسے یقین آ گیا کہ جلد ہی فلسطینی سردار جالوت کا سر اس کے قدموں میں ہو گا اور بنی اسرائیل کو جالوت کے ناپاک عزائم سے نجات مل جائے گی۔

بنی اسرائیل اور فلسطینیوں میں خونریز جنگ کا آغاز ہوا تو بادشاہ طالوت اپنے لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ اس کے سپاہی جالوت کے لشکر کی تعداد اور تیاری کو دیکھ کر حوصلہ ہار بیٹھے۔ لڑائی کا ابھی باقاعدہ آغاز نہ ہوا تھا۔ دونوں حریفوں کی فوجیں پہاڑیوں پر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا تھیں۔ پہاڑیوں کے درمیان وادی میدان جنگ بنی ہوئی تھی۔

جنگ کا آغاز سردار جالوت نے خود میدان میں آ کر کیا اور اسے دیکھنے والوں پر ہیبت طاری ہو گئی۔ وہ انتہائی قد آور اور لمبے چوڑے جسم کا مالک تھا۔ اس نے میدان میں آ کر اسرائیلیوں کو للکارا کہ کوئی ہے جو اس کے ساتھ مقابلہ کرے۔ اس نے کئی بار اسرائیلی لشکر کو للکارا اور جب اس کی للکار کا جواب نہ دیا گیا تو اسے یقین ہو گیا کہ بنی اسرائیل سے کوئی جوان اس کے مقابلے میں نہیں آ سکتا۔



جالوت دوبارہ چلایا۔ "بنی اسرائیل والو! میں پھر تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ آؤ، مجھ سے مقابلہ کرو اور مجھے قتل کر کے سارے فلسطینیوں کو غلام بنا لو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکے اور میں تم پر غالب آ گیا تو تمہیں میری قوم کی غلامی سے کوئی نہ بچا سکے گا۔"

یہ سنتے ہی بنی اسرائیل کے لشکر سے حضرت داؤد علیہ السلام نے میدان میں قدم رکھا۔ جالوت کے سر پر پیتل کا خود اور جسم پر پیتل کی زرہ بکتر ہوتی تھی لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کے جسم پر کسی قسم کی کوئی زرہ بکتر تھی اور نہ ہاتھ میں کوئی ہتھیار تھا۔ ان کے پاس صرف ایک لاٹھی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کے قریب آئے تو جالوت نے طنزیہ انداز میں قہقہہ لگا کر ان کی لاٹھی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"کیا میں کتا ہوں جو تو لاٹھی اٹھائے میری طرف آیا ہے؟"

حضرت داؤد علیہ السلام جواب میں مسکرائے اور جالوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا۔ "ہاں! میرے نزدیک تیری حیثیت ایک کتے کے برابر بھی نہیں ہے اور مجھے یقین ہے کہ تیرے لیے میری یہ لاٹھی ہی کافی رہے گی۔"

یہ سن کر جالوت بے حد غضبناک ہوا۔ اس نے اپنے دیوتاؤں کا نام لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کو گالیاں بکیں اور پھر ان کی طرف بڑھا۔ مگر حضرت داؤد علیہ السلام اطمینان سے اپنی جگہ جم کر کھڑے رہے اور جالوت سے کہنے لگے۔

"جالوت! آج تو اور تیری دوسری ساتھی جان لیں گے کہ خدا حق و صداقت کی حمایت کرتا ہے اور باطل اپنے تمام تر ساز و سامان اور فوج کی کثرت کے باوجود شکست کھا جائے گا۔ حق اگرچہ بالکل بے سروسامان ہے پھر بھی کامیاب ہوگا۔"

جالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی باتوں کی پروا نہ کی اور تیزی سے ان کی طرف بڑھتا رہا تب حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے تھیلے سے ایک پتھر نکالا اور اسے فلاخن میں رکھ کر بڑے اطمینان سے اس مغرور سردار جالوت کے ماتھے پر دے مارا۔ دوسرے ہی لمحے جالوت کٹ کر کسی درخت کی مانند زمین پر آ رہا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کی فوج حیران رہ گئی پھر اس نے فوراً ہی فلسطینی فوج پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیل نے جلد ہی فلسطینیوں پر فتح پائی اور اس طرح انہیں جالوت کے فتنے سے نجات مل گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی اس شجاعت اور جواں مردی و بہادری کے سبب بنی اسرائیل میں انتہائی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی اور بادشاہ طالوت نے اعلان کے مطابق اپنی بیٹی عقیہ کی شادی حضرت داؤد علیہ السلام سے کر دی۔ جلد ہی حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی قوم بنی اسرائیل میں اتنا مقام و مرتبہ حاصل ہو گیا کہ سردار طالوت اور قوم کے دوسرے اعلیٰ عہدے دار انہیں اپنے لیے خطرہ سمجھنے لگے۔ البتہ سردار طالوت کا بیٹا یونتن حضرت داؤد علیہ السلام کی



بے حد عزت کرتی تھی۔ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے خاندان اور بنی اسرائیل کا نجات دہندہ سمجھتی تھی۔ لیکن سردار طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن یوناتن کی مخبری کے سبب یہ کوشش ناکام ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام بچ گئے۔

سردار طالوت کی اس حرکت سے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت دکھ ہوا۔ ان کی بیوی باپ کی اس حرکت پر شرمندگی محسوس کرنے لگی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس واقعہ کے بعد افسردہ اور خاموش رہنے لگے۔ بیوی نے ان کا دل بہلانے کی کوشش کی لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک اور ہی ارادہ باندھ لیا تھا۔ انھیں بیابان میں خلوت کی زندگی پسند تھی چنانچہ ایک دن وہ سب کچھ چھوڑ کر طالوت کے محل سے نکل گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے جانے کے بعد بنی اسرائیل کو جب سردار طالوت کے حضرت داؤد کے ساتھ سلوک کے متعلق معلوم ہوا تو وہ طالوت کے خلاف ہو گئے۔ نتیجے میں طالوت کی بادشاہت ختم ہو گئی۔ اس کے بیٹے یوناتن نے خودکشی کر لی اور حضرت داؤد کی بیوی شوہر کی جدائی کے غم میں مر گئی۔ طالوت کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تلاش کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ قوم کی بھلائی کے لیے آ کر تخت و تاج سنبھالیں۔ اس عرصے میں حضرت داؤد علیہ السلام اللہ سے لو لگا چکے تھے اور ان کا سارا وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا مگر بنی اسرائیل کی دینی و اخلاقی اصلاح اور ان کے دینی کاموں کی دیکھ بھال کے لیے وہ عنانِ حکومت سنبھالنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان کی فکر و تدبیر اور علم و حکمت کے سبب جلد ہی بنی اسرائیل کا شمار دنیا کی مہذب ترین قوموں میں ہونے لگا۔ انھوں نے اللہ کا دین پھیلانے کے لیے فتوحات کیں اور بہت سے علاقے (شام، اردن وغیرہ) ان کے قبضہ میں آ گئے۔ یوں ایک عالی شان سلطنت وجود میں آئی جس کے بادشاہ حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے حد فہم و فراست اور عقل و دانش عطا کی تھی۔ انھوں نے بنی اسرائیل کو خدا کی وحدانیت کا پیغام دیا۔ وہ خدا کے سچے پیغمبر تھے اور ہر ایک معاملہ کا فیصلہ عین حق و انصاف کے مطابق فرماتے تھے۔ ان کا سب سے پہلا منصب یہ تھا کہ خلقِ خدا کو نیکی اور ہدایت کی تلقین فرمائیں۔ اس سلسلے میں آپ کی گفتگو کا انداز ایسا آسان فہم تھا کہ ہر لفظ اور ہر فقرہ سمجھ میں آ جاتا۔ آپ کی باتیں دل میں اتر جاتیں اور روحوں میں ایمان کی روشنی پیدا کر دیتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی۔ یہ کتاب تورات ہی کے اصولوں اور قوانین الٰہی پر مبنی تھی جو قوم بنی اسرائیل کو رشد و ہدایت کا سبق دیتی اور ان کی رہنمائی کرتی تھی۔

اس کتاب کا ذکر قرآن پاک کی سورۂ نساء میں اس طرح آیا ہے۔

ترجمہ: ''ہم نے داؤد علیہ السلام کو کتاب زبور عطا کی۔''

حضرت داؤد علیہ السلام چھوٹے قد کے، نیلی آنکھوں والے تھوڑے بالوں والے اور پاک وصاف دل والے تھے۔ ایک دن ایک فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

''اے داؤد علیہ السلام بہتر ہے کہ آپ اپنے معاش کو کسی ہنر یا کسی فن کے ذریعے حاصل فرمائیں۔''

اس پر آپ نے جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو تعلیم الٰہی ہوا ''زرہ گری یا کرو'' آپ کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے۔

ترجمہ: ''اور داؤد علیہ السلام پر ہم نے فضل کیا۔ اے پہاڑو اس کے ساتھ تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو (بھی یہی حکم ہے) اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا اور پوری پوری زرہیں بنا کر جوڑوں میں اندازہ رکھو تم سب نیک کام کرو (اس یقین کے ساتھ کہ) میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ (سورۃ سبا۔ آیت 11:10)

ترجمہ: ''اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا۔ وہ تسبیح کرتے اور پرندے بھی۔ اور ہم ہی کرنے والے تھے۔ اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی یعنی زرہ گری سکھائی۔ تاکہ لڑائی (کے ضرر) سے تمہارا بچاؤ ہو۔ پس کیا تم شکر گزار ہو گے؟'' (سورۃ الانبیاء۔ آیت۔ 80:79)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ موڑا اور بٹ لیتے تھے۔ ان کو لوہا گرم کرنے اور ہتھوڑے کے استعمال کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ (حضرت حسن بصریؒ)

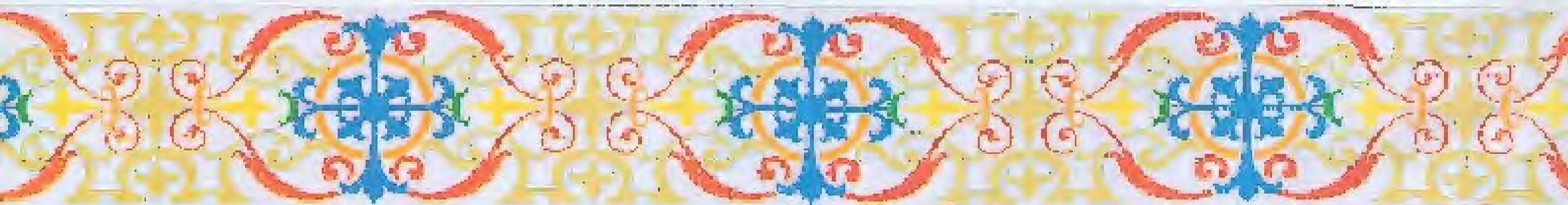
کڑوں والی زرہ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی بنائی۔ اس سے پہلے لوہے کی چادر کی زرہیں بنائی جاتی تھیں۔ (قتادہ)

وہ ہر روز ایک زرہ بنا لیتے تھے جس کو وہ چھ سو درہم میں فروخت کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کا سب سے پاکیزہ کھانا اس کے ہاتھ کا کمایا ہوا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے۔'' (ابوداؤد)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے پسندیدہ روزے داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ نصف رات آرام کرتے۔ پھر ایک تہائی رات قیام کرتے اور چھٹا حصہ پھر سو جاتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ جب (دشمنوں سے) ملاقات ہوتی تو (میدان جہاد سے) بھاگتے نہیں تھے۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت خوبصورت آواز سے نوازا تھا۔ اتنی خوبصورت آواز اللہ تعالیٰ نے کسی کو



نہیں ہوتی تھی۔ آپ جب ترنم کے ساتھ اللہ کی کتاب پڑھتے تو پرندے ہوا میں اس کے ساتھ ٹھہر جاتے اور آپ کے ساتھ ساتھ گنگناتے اور آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ اسی طرح پہاڑ بھی آپ کو جواب دیتے اور آپ کے ساتھ صبح وشام تسبیح کرنے میں شامل ہو جاتے۔

"کہتے ہیں کہ آپ کی آواز جو بھی سنتا اس پر رقص کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ زبور کی تلاوت ایسے پرسوز انداز میں فرماتے کہ کانوں نے ایسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی۔ حتیٰ کہ جن وانس اور چرند پرند آپ کی آواز کی وجہ سے رک جاتے اور کئی زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے بھوک سے مر جاتے۔" (وہب بن منبہ)

جب بنی اسرائیل میں برائیاں اور جھوٹی قسمیں بہت بڑھ گئیں تو داؤد علیہ السلام کو فیصلہ کرنے کے لیے سونے کی ایک زنجیر دی گئی جو آسمان سے بیت المقدس کی چٹان تک لٹکی ہوئی تھی۔ جب دو آدمی کسی معاملہ پر جھگڑا کرتے تو جو سچا ہوتا وہ اس زنجیر کو چھو لیتا اور اگر حق پر نہ ہوتا تو وہ اسے نہ پکڑ سکتا۔ بنی اسرائیل کا معاملہ اسی طرح چلتا رہا۔ آخر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے پاس ایک قیمتی موتی رکھا تو اس نے موتی والے کے مطالبے کے وقت اس کا انکار کر دیا اور موتی ایک لکڑی کے اندر کسی طریقے سے چھپا دیا۔ جب وہ دونوں اپنی اپنی سچائی کے لیے زنجیر پکڑنے چٹان کے پاس آئے تو مدعی (موتی والے) نے زنجیر کو پکڑ لیا دوسرے سے کہا گیا کہ تم بھی زنجیر کو پکڑو۔ تب اس نے موتی والی لکڑی مدعی کو پکڑا دی اور کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے موتی اس کے سپرد کر دیا ہے پھر اس نے زنجیر پکڑ لی اور وہ اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس سے بنی اسرائیل میں زنجیر کا معاملہ بہت پیچیدہ ہو گیا پھر جلد ہی زنجیر ان سے اٹھا لی گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی حکمت ودانائی والی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ:

- عقل مند آدمی پر حق ہے کہ وہ چار اوقات میں غافل نہ ہو۔ (۱) جب وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہو (۲) جب وہ اپنا محاسبہ کر رہا ہو (۳) جب اس کے بھائی اسے اس کے عیوب بیان کر رہے ہوں اور اس کی ذات سے متعلق سچی باتیں بتا رہے ہوں (۴) جب وہ حلال اور اچھی چیزوں کے ساتھ اپنے آپ کو لذت اٹھانے کا موقع دے کیونکہ یہ آخری وقت پہلے اوقات کے لیے معاون اور دلوں کو تسلی دینے والا ہے۔
- عقل مند پر حق ہے کہ اپنے وقت کو پہچانے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اپنے کام میں لگا رہے۔ عقل مند پر فرض ہے کہ وہ تین مقاصد کے سوا کسی کام کے لیے سفر نہ کرے (۱) آخرت کی تیاری کے لیے (۲) ذریعہ معاش کی فراہمی کے لیے (۳) حلال چیز کے ساتھ لذت اٹھانے کے لیے (رواہ ابن المبارک)
- یتیم کے لیے مشفق باپ کی طرح ہو جاؤ اور خوب اچھی طرح جان لو کہ جو آج کاشت کرو گے وہی کل

کانوٹے۔ (ابن عساکر)

- مالداری کے بعد فقیر ہو جانا بہت برا ہے اور ہدایت کے بعد گمراہ ہو جانا اس سے کہیں زیادہ برا ہے۔
- اپنے متعلق جس چیز کا تذکرہ مجلس میں ناپسند کرتے ہو، خلوت میں اس سے بچ جاؤ۔ وہ وعدہ نہ کرو جو پورا نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے آپس میں عداوت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے 100 برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کو اپنے باپ دادا کے ساتھ بیت لحم میں دفن کیا گیا۔ آپ کے جنازے میں عام لوگوں کے علاوہ چالیس ہزار راہبوں نے بھی شرکت کی جن کے سروں پر لمبی لمبی ٹوپیاں تھیں۔ جب آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو سورج طلوع ہوا۔ آپ کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا، داؤد علیہ السلام پر سایہ کرو۔ پرندوں نے آپ اور جنازے کے شرکاء پر سایہ کیا حتیٰ کہ زمین پر اندھیرا چھا گیا اور حبس ہو گیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر پرندوں نے سورج کی جانب سے سایہ کے لیے پر پھیلائے رکھے اور دوسری طرف سے ہوا کے لیے پروں کو سمیٹ لیا۔

- میں نے بربط (باجہ) بانسری کی آواز بھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت آواز نہیں سنی۔ داؤد علیہ السلام خوبصورت آواز کے ساتھ ساتھ تیز رفتاری سے بھی اپنی کتاب زبور پڑھتے تھے۔ (ابو عثمان نہدی)
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"داؤد علیہ السلام پر قرأت آسان کر دی گئی تھی۔ وہ اپنے جانور پر زین کسنے کا حکم فرماتے اور زین کسے جانے سے پہلے زبور کی قرأت مکمل کر لیتے اور وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔" (مسند احمد)

- دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ایک گائے کے متعلق فیصلہ کرانے آئے۔ ان دونوں میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ گائے میری ہے اور دوسرے نے مجھ سے چھین لی ہے۔ مدعیٰ علیہ نے اس بات کا انکار کیا تو داؤد علیہ السلام نے رات تک ان کا معاملہ موخر کر دیا۔ جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مدعی کو قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے مدعی سے کہا۔ "اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ تو اب میں نے لازماً تجھے قتل کر دینا ہے۔ لہٰذا اب تو اپنے دعویٰ کے متعلق اصل صورت حال سے مجھے آگاہ کر۔"

مدعی نے کہا۔ "اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں۔ البتہ میں اس سے پہلے اس کے باپ کو قتل کر چکا ہوں۔" اس طرح داؤد علیہ السلام کے حکم پر مدعی کو قتل کر دیا گیا۔ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کی بنی اسرائیل میں بہت زیادہ عظمت ہوئی اور وہ آپ کے ساتھ بہت عاجزی اور انکساری سے پیش آنے لگے۔ (ابن عباس)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مسحور ہونا	سحر زدہ ہونا	داماد	بیٹی کا شوہر
پاش پاش ہونا	ٹکڑے ٹکڑے ہونا	پیشہ	کام، ذریعہ معاش
حجر	پتھر	للکارنا	پکارنا
منادی کرنا	اعلان کرنا	صف آرا ہونا	صفیں باندھنا، مقابل ہونا
عزائم	عزم کی جمع، ارادے	ہیبت طاری ہونا	خوف پہنچنا
حوصلہ ہارنا	ہمت ختم ہونا	زرہ	جنگی لباس
تنگ ہونا	مشتعل ہونا	علامتیں	علامت کی جمع، نشانیاں
فلاخن	رسیوں سے بنا ہوا ایک تھیلا نما جھولا جس میں پتھر رکھ کر دشمن یا جانور کو مارتے ہیں		
شجاعت	بہادری	مرتبہ	درجہ، بلندی
مخبری	جاسوسی، خفیہ اطلاع	افسردہ	دل گرفتہ
عنانِ حکومت	تخت و تاج، حکومت کے اختیارات	آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا	بڑی جرأت سے، بلا خوف
زرہ گری	زرہ بنانے کا کام	خود داری	غیرت مندی
معاش	روزی، آمدنی	فضل	احسان، مہربانی
تابع	ماتحت	ضرر	نقصان
ترنم سے	میٹھے انداز سے	جن و انس	جنات اور انسان
رقص	وجد، ناچ	مدعی	دعویٰ کرنے والا
پُرسوز	سوز والا	پیچیدہ	الجھا ہوا، مشکل
عیوب	عیب کی جمع، برائیاں، نقائص	مشفق	شفقت کرنے والا، مہربان

حضرت ایوب علیہ السلام

ہزاروں سال پہلے ارض حوران میں بثنیہ کا علاقہ ایک بہت مالدار شخص کی ملکیت تھا۔ اس کے پاس وسیع و عریض زمین کے علاوہ کافی مال مویشی اور نوکر چاکر تھے۔ علاقے کی ساری زمین اس کی ذاتی ملکیت تھی اور اسے اللہ تعالیٰ نے اہل و عیال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا۔ مگر پھر اس نیک دل اور پرہیزگار شخص سے قدرت نے سب کچھ چھین لیا اور اسے مختلف جسمانی امراض میں مبتلا کردیا۔ حتیٰ کہ اس کے دل اور زبان کے سوا بدن کا کوئی حصہ اور عضو صحیح و تندرست نہ رہا۔ پھر بھی وہ دل اور زبان کے ساتھ اللہ کی یاد میں مشغول رہا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

ان تمام مالی و جسمانی مصائب و آلام میں بھی وہ ثواب کی امید لگائے بیٹھا رہا۔ جب اس مصیبت کا عرصہ بزرگ کی بیماری طویل ہوگئی تو دوست و احباب اس سے بیزاری اور وحشت محسوس کرنے لگے۔ اور جب اس کے ہم جنس اس سے نفرت کرنے لگے تو اسے شہر سے باہر کوڑے کرکٹ والی جگہ پر ڈال دیا گیا۔ اس کے باوجود اس بزرگ شخص نے کسی عزیز رشتہ دار سے گلہ کیا نہ خدا تعالیٰ سے شکوہ کیا۔ انتہائی حد تک صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کی رضا پر راضی و شاکر رہا۔

ان مصائب و آلام کے دنوں میں بیوی کے سوا کوئی اس کا غمخوار اور ہمساز نہ رہا۔ یہی بیوی اس کی دیکھ بھال کرتی اور اس کے احسانوں اور شفقتوں کو یاد کرتی رہی۔ وہی اس کے پاس آتی جاتی رہی اور اس کی خدمت کو پورا کرتی رہی۔ اس بزرگ کی مالی حالت کمزور سے کمزور تر ہوگئی تو بیوی محنت مزدوری کرتی اور اس کے کھانے اور دوا کا انتظام کرتی۔ یہ بیوی شوہر کے اچھے اور خوشحالی کے دنوں میں سعادت، نعمت اور خدمت و حرمت کے مزے حاصل کرچکی تھی۔ لیکن بعد میں اسے مال اور اولاد سے جدا ہونا پڑا۔ شوہر کی وجہ سے مصیبتوں کا شکار ہونا پڑا۔ لوگوں کی خدمت، نوکری اور معاشی بدحالی کا بھاری بوجھ بھی اٹھانا پڑا۔ لیکن اللہ کی اس نیک بندی نے ان حالات میں انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ اس عورت کے صابر و شاکر شوہر کا نام حضرت ایوب علیہ السلام اور عورت کا نام لیا بنت افرائیم بن حضرت یوسف علیہ السلام بن حضرت یعقوب علیہ السلام تھا۔ یعنی وہ اللہ کے مشہور پیغمبر حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔

حضرت ایوب "سید الانبیاء" یعنی تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے نبی تھے اور اب ہم ان کے



صبر کا ضرب المثل کے طور پر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آپ کے والد کا نام موص بن رازح (یا موص بن رعویل) تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت اسحٰق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے یعنی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ اللہ کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ (ابن عساکر)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء میں فرمایا۔

ترجمہ: "اور ایوب (علیہ السلام) کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا یقیناً مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو مہربانی کرنے والوں میں سے سب سے بڑھ کر مہربانی کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کی تکلیف دور کر دی اور ہم نے اس کو اہل و عیال عطا فرمائے (بلکہ) ان کے ساتھ ویسے ہی (اور بھی) اپنی خاص مہربانی سے، اور تمام عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت کا سبب ہوں۔" (سورۃ الانبیاء۔ آیت 83 تا 84)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کے بارے میں سورۃ ص میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: "ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔ اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے اور ہم نے اس کو اس کا کنبہ عطا فرمایا اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور عقلمندوں کی نصیحت کے لیے۔ اور (کہا) اپنے ہاتھوں میں تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے اور قسم کی خلاف ورزی نہ کر۔ یقیناً ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا۔ وہ اچھا بندہ تھا اور بڑی رغبت کرنے والا تھا۔" (سورۃ ص۔ آیت 41 تا 44)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح مختلف آزمائشوں اور امتحانوں میں ڈالا اور ان کی خود سے محبت (محبت الٰہی) کو آزمانے کے لیے مصائب و آلام میں مبتلا کیا۔ ان آزمائشوں نے آپ کے صبر و ثواب اور حمد و شکر میں مزید پختہ کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کا صبر ضرب المثل بن گیا۔ ان آزمائشوں میں آپ کس طرح پورے اترے؟ اس کا ذکر کرنے سے پہلے آپ کی پہلی زندگی کے حالات بنی اسرائیل کی کتابوں کے حوالے سے پیش کرنے سے بیش بہا معلومات حاصل ہوں گی۔

(1) کہتے ہیں کہ آپ کے پاس سات ہزار بھیڑ بکریاں، تین ہزار اونٹ اور پانچ سو خچر تھے جنہیں آپ باربرداری کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس 500 بیل تھے جنہیں آپ کھیتی باڑی (زراعت) کے کاموں میں استعمال کرتے تھے۔ آپ اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے۔ یعنی اللہ کی راہ

میں خرچ کرنے کے لیے آپ نہایت کھلے دل کے مالک تھے۔ آپ کا خاندان کئی افراد پر مشتمل تھا۔ آپ اور آپ کی بیوی کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے تھے۔ اس زمانے میں ایک نوجوان میاں بیوی ہجرت کر کے آپ کے علاقے میں آ بسے تھے اور وہاں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن اس نوجوان کی بیوی زہرہ نے اپنے شوہر اشوخ کو آ کر بتایا۔

میں نے آج ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے۔ میں آقا ایوب علیہ السلام کے اناروں کے باغ کے قریب سے گزر رہی تھی کہ میری نظر ایک مجمع پر پڑی۔ وہ سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ایک درخت کی آڑ میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی۔ وہ سب لوگ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں رکھی تھیں۔ چند جگہ میوہ جات سے بھری طشتریاں بھی رکھی تھیں اور شہد کے مشکیزے درختوں کی شاخوں سے لٹک رہے تھے۔ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا اور پیالہ لے کر مشکیزے سے بھر لاتا اور روٹی کو شہد میں تر کر کے کھاتا۔ کوئی گوشت کھانے میں مصروف تھا تو کوئی میدہ کھا رہا تھا۔ میدے میں خشک میوہ کافی مقدار میں ملا ہوا تھا۔ میں چپ کر کے سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ ایک نوکر تیزی سے میری طرف آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔

"اے عورت! کیا تجھے بھوک نہیں لگ رہی؟ کیا تیرے دل میں کھانے کی خواہش نہیں ہے؟"

میں نے خفا ہو کر کہا۔ "تو کون ہوتا ہے میری خواہش کے بارے میں پوچھنے والا؟"

نوکر بولا۔ "میں آقا ایوب علیہ السلام کا غلام ہوں۔ یہ ضیافت کا اہتمام ہمارے آقا ایوب علیہ السلام کی طرف سے ان کے فرزندوں، دختروں اور سب نوکروں کے لیے ہوا ہے۔ آقا ایوب علیہ السلام کا حکم ہے کہ جو بھی کوئی یہاں سے گزرے اور اسے کھانے کی طلب ہو تو اسے بھی کھانا کھلایا جائے۔ یہاں سے کوئی بھوکا نہیں جانا چاہیے۔"

بیوی کی بات سن کر اشوخ نے حیرت سے کہا کہ ایسا سخی دل اور مہربان حاکم آج تک نہ پہلے میں نے دیکھا اور نہ ہی سنا۔

اس کے بعد اشوخ کی ملاقات شہر کے ایک شریف آدمی سے ہوئی۔ اس شخص نے اشوخ سے کہا۔ "مجھے ایک ایسا سفید اور تیز رفتار گھوڑا چاہیے جو ایک روز میں دس دن کا فاصلہ طے کرتا ہو۔ اس کے عوض میں مجھ سے جتنی چاہے قیمت لے لو، مگر مجھے ایسا ہی گھوڑا لا دو۔"

"ہاں۔ میرے پاس ایک ایسا سفید گھوڑا ہے جس میں یہ خوبی موجود ہے۔" اشوخ نے کہا۔ "مگر کیا تم مجھے آقا ایوب علیہ السلام کے بارے میں بتا سکتے ہو؟ میں ان کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

اس شخص نے حیرت سے کہا۔ "ارے۔ تم یہاں کے رہنے والے ہو اور یہاں کے حاکم کے بارے میں نہیں جانتے؟"



اشوش بولا: "میں آقا ایوب کو دیکھ چکا ہوں اور ان کی نیکیوں اور اوصاف سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔ جب میں شہر سے ایک دشمن کے خوف سے ہجرت کر کے یہاں آیا تھا تو انہی کی عنایت نے میرے سر پر سایہ کیا تھا اور میں دشمن سے محفوظ ہوا۔ مگر میں ان کی ذات، ان کی سخاوت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں ہیں اور لوگوں سے اتنی ہمدردی کیوں کرتے ہیں؟"

"اشوش!" اس شخص نے جواب دیا۔ "آقا ایوب علیہ السلام کے دل میں سرسوں کے دانے کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جس میں اپنے مال کی محبت ہو۔ اور نہ ہی ان کے دل میں کوئی ایسی جگہ ہے جس میں نمرودوں کی محبت ہو۔"

اشوش خوش ہو کر بولا: "یہی بھید تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔ میں نے آج تک ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو مال و دولت سے محبت نہ کرتا ہو۔ اس کے اعمال سے اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے چاہے تم کے بارے وہ خود منہ سے نہ کہے۔ میں گھوڑوں کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہوں اور ہر قسم کے آدمی سے واسطہ پڑتا ہے اور میں ہر آدمی کو پہچانتا ہوں مگر میں آقا ایوب علیہ السلام کے بارے میں ابھی تک نہیں سمجھ پایا کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔"

"بات یہ ہے کہ میں نے بھی صرف ان کی خوبیوں کو ہی دیکھا ہے اور تجھ سے زیادہ نہیں دیکھا ہے۔" وہ شخص کہنے لگا۔ "کیونکہ میں اسی شہر میں پیدا ہوا اور یہیں پر بڑا ہوا ہوں۔ چنانچہ جب سے ہوش سنبھالا ہے ان کی خوبیاں ہی خوبیاں دیکھی ہیں۔ مگر میں نے بھی اس بارے میں نہیں سوچا اور نہ ہی میرے دل میں کوئی ایسا خیال آیا جیسا کہ تو سوچتا ہے۔ البتہ میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو پورا کرتے ہیں۔ جانوروں کی قربانی اسی طریقے سے کرتے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی یہی حکم دیا ہے کہ وہ ضیافت (دعوت و طعام) کیا کریں، جانوروں کی قربانی کریں اور لوگوں سے ہمدردی کا سلوک کریں۔ ان کی مشکل آسان کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ان کے چاروں بیٹے باری باری ہر ہفتے اپنے یہاں ضیافت کرتے ہیں، جو اپنے والد کے یہاں ضیافت میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ اس ضیافت میں امیر غریب چھوٹے بڑے اور نوکر چاکر وغیرہ سب ہی شرکت کرتے ہیں۔ کسی میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھا جاتا۔

باقی رہا تمہارا یہ سوال کہ ان کی سخاوت کا بھید کیا ہے تو یہ میں بھی نہیں جانتا۔ ہاں اس سوال کا جواب وہ لوگ دے سکتے ہیں جو آقا ایوب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور روزانہ آپ سے دانائی کی باتیں سیکھتے ہیں۔"

(۲) اشوش ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جو جھوٹے خداؤں اور چاند سورج کی پوجا کرتی تھی۔ ان کی پوجا کا

طریقہ کار بہت ہولناک تھا۔ وہ عبادت گاہوں میں اپنے سورج دیوتا کے سامنے جیتی جاگتی قربانیاں پیش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معصوم بچوں کو بھی دیوتا کی قربان گاہ پر جلتی آگ میں جلایا جاتا تھا۔ مگر اشوغ کے دل میں اپنے اس مذہب کی رسومات سے شدید بیزاری اور نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اسے اپنی اس عبادت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کی بیوی زمامہ بھی ان ہولناک قربانیوں سے نفرت کرتی تھی۔ ایک دن پھر اس نے اپنے شوہر اشوغ کو بتایا کہ اس نے آج ایک اور عجیب بات دیکھی ہے۔ اشوغ نے پوچھا کہ اس نے کیا بات دیکھی ہے۔ زمامہ کہنے لگی۔

"آج میں نے آقا ایوب علیہ السلام کی حویلی میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا ہجوم دیکھا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جسے میں نے اس بستی میں پہلے دیکھا ہو۔ معلوم نہیں وہ کون لوگ ہیں۔ مگر آقا ایوب علیہ السلام کی بیوی کی ایک کنیز نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ دور دور سے آقا ایوب علیہ السلام کی سخاوت کا سن کر آتے ہیں اور بامراد واپس جاتے ہیں۔ وہ کنیز میری جاننے والی ہے۔ میں نے آقا ایوب کو بھی دیکھا کہ وہ اپنی حویلی کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔ ان کی روشن پیشانی تھی۔ ان کے دائیں بائیں بہت سی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ وہ کبھی دائیں ہاتھ کی طرف پڑے ڈھیر میں سے لوگوں کو کچھ دیتے تو کبھی بائیں جانب کے ڈھیر سے کسی کو کچھ دیتے۔ کسی کو پوشاک دیتے تو کسی کو اناج دیتے، کسی کی جھولی میں خشک میوے ڈالتے تو کسی کو چادر دیتے، مانگنے والا جو آپ سے مانگتا آپ اسے وہی دے رہے تھے۔ آپ نے کسی سے کوئی سوال بھی نہ کیا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ بس آپ سب کی حاجت پوری کر رہے تھے۔ میں کافی دیر وہاں کھڑی یہ سب دیکھتی رہی کہ آپ کب بس کریں گے۔ مگر آپ مسلسل لوگوں کو ان کی ضرورت کا سامان دیتے رہے۔ یہاں تک کہ مانگنے والوں کا ہجوم ختم ہو گیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آقا ایوب نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور آہستہ آہستہ کچھ بولنے لگے۔ پھر وہ حویلی کے اندر چلے گئے۔"

ان واقعات سے آپ کی سخاوت اور دریا دلی کی عکاسی ہوتی ہے اور پتا چلتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے کتنا زیادہ نوازا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا تو سب مال و دولت سے محروم کر کے آپ کو مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے چیچک کی بیماری کی زد میں آنے والے حضرت ایوب علیہ السلام ہیں۔ آپ کتنا عرصہ مصیبت میں مبتلا رہے؟ اس کے بارے میں چند روایات ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ سات سال اور چند ماہ، اور آپ کو ایک کوڑا کرکٹ والی جگہ پر پھینک دیا گیا۔ آپ کے جسم میں بہت سے کیڑے پیدا ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری دور کی، آپ کو اجر و ثواب

سے نوازا اور آپ کی تعریف کی۔

(۲) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ 18 سال اس مصیبت میں مبتلا رہے۔ آپ کا گوشت گل سڑ گیا اور ہڈیں اور صرف پٹھے باقی رہ گئے۔ آپ کی بیوی راکھ لاکر آپ کے جسم کے نیچے بچھا دیتیں۔ جب یہ عرصہ بیماری لمبا ہو گیا تو ایک دن بیوی نے آپ سے کہا: "اے ایوب علیہ السلام! آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہم سے یہ آزمائش ٹال دے۔" آپ نے فرمایا: "اللہ نے مجھے ستر سال صحت وسلامتی سے نوازا کیا میں بیماری پر صبر نہیں کرسکتا؟"

آپ کی بیوی روپڑیں۔ وہ لوگوں کی محنت مزدوری کرتیں اور اس سے حاصل ہونے والی اجرت سے آپ کے کھانے کا انتظام کرتیں۔ مگر پھر لوگوں نے اسے مزدوری کے لیے اپنے پاس رکھنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ انہیں علم تھا کہ یہ ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے اور انہیں خطرہ تھا کہ اس کی بیماری ان کو لگ جائے گی۔ جب کسی نے آپ کی بیوی کو مزدوری کے لیے نہ رکھا تو اس نے اپنی دو مینڈھیوں میں سے ایک مینڈھی کسی امیرزادی کے ہاتھ فروخت کی اور عمدہ کھانا حاصل کرکے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس لائی۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ تو وہ کہنے لگی کہ لوگوں کی خدمت کے عوض لائی ہوں۔

اگلے دن ان کی بیوی کو پھر مزدوری نہ ملی تو دوسری مینڈھی بھی فروخت کردی اور آپ کے لیے کھانا لے آئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا اور اسے غیر مانوس سمجھ کر قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تو مجھے یہ نہ بتادے کہ یہ کھانا کہاں سے حاصل ہوا ہے؟ بیوی نے اپنے سر سے دوپٹا اتارا تو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر منڈا ہوا ہے۔ اس کے سر پر مینڈھیاں نہ پاکر آپ نے فرمایا:

ترجمہ: "یقینا مجھے تکلیف پہنچی ہے تو (اللہ تعالیٰ) سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔" (سورۃ الانبیاء۔ آیت 83) (راوی حمید۔ سدی)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔ وہ ایک دن آپ سے ملنے آئے لیکن بدبو کی وجہ سے قریب نہ آئے اور دور کھڑے رہے۔ ان میں سے ایک بھائی نے کہا: "اگر ایوب علیہ السلام میں کچھ خیر ہوتی تو اللہ اس کو مصیبت سے دوچار نہ کرتا۔"

یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بہت رنجیدہ ہوئے۔ اس سے پہلے وہ اتنے پریشان کبھی نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے التجا کی: "اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے کوئی رات سیر ہو کر نہیں گزاری جبکہ میں



علم میں کوئی بھوکا شخص ہو تو میری تصدیق کر دے۔"

تب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کی تصدیق کی اور وہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا "اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے پاس کبھی دو قمیصیں نہیں رہیں جبکہ مجھے معلوم ہو کہ کوئی بغیر قمیص کے ہے تو میری تصدیق کر دے" تو آسمان سے آپ کی تصدیق کی گئی اور وہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ "اے اللہ! تیری عزت کی قسم!" پھر آپ سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔ "اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں اپنا سر اوپر نہیں اٹھاؤں گا حتیٰ کہ تو میری بیماری دور کر دے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس کے سر اوپر اٹھانے سے پہلے اسے شفایاب کر دیا۔ (ابن ابی حاتم)

(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ کے بندے ایوب علیہ السلام 18 سال بیمار رہے۔ دور و نزدیک کے تمام لوگ آپ کو چھوڑ گئے۔ صرف دو بھائی آپ کے پاس صبح و شام آتے جاتے رہے جو آپ سے ساتھ بہت تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے بھائی سے کہا۔ "اللہ کی قسم! ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا میں کسی نے ایسا گناہ نہیں کیا۔" دوسرے نے کہا "وہ کیسے؟" پہلے بھائی نے کہا۔ "اٹھارہ سال گزر گئے ہیں اللہ نے ابھی تک اس پر رحم نہیں کیا اور اس کی بیماری دور نہیں کی۔"

جب دونوں بھائی شام کے وقت آپ کے پاس آئے تو ایک سے نہ رہا جا سکا حتیٰ کہ اس نے وہی بات ایوب علیہ السلام سے کہہ دی۔ ایوب علیہ السلام نے فرمایا۔ "مجھے علم نہیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ البتہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں دو آدمیوں کے پاس سے گزرتا تھا جو آپس میں جھگڑ رہے ہوتے اور قسم اٹھا رہے ہوتے تو میں گھر جا کر ان دونوں کی طرف سے قسم کا کفارہ دے دیتا کہ کہیں انہوں نے اللہ کا نام ناجائز نہ لیا ہو۔" (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

(۵) حضرت ایوب علیہ السلام قضائے حاجت کے لیے نکلتے۔ فارغ ہوتے تو آپ کی بیوی ہاتھ کا سہارا دیتی حتیٰ کہ آپ واپس آ جاتے۔ ایک دن بیوی کو آنے میں دیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب سے وحی فرمائی۔

ترجمہ: "اپنا پاؤں (زمین پر) مارو، یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے۔" (سورۃ ص۔ آیت 42)

بیوی دیر سے پہنچی تو پہچان نہ سکیں۔ ایوب اس کی طرف آئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے بیماری بالکل ختم کر دی تھی اور اب وہ بہت خوبصورت حالت میں تھے۔ بیوی آپ کو نہ پہچان سکی اور آپ کو دیکھ کر پوچھنے لگیں۔ "کیا تو نے اللہ کے نبی کو دیکھا ہے جو اس جگہ بیماری کی حالت میں موجود تھے؟ اللہ کی قسم! میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جو اس



سے مشابہ ہو جب وہ صحیح و تندرست تھے۔" آپ نے فرمایا: "میں ہی وہ ہوں۔"

(۶) حضرت ایوب علیہ السلام کے دو کھلیان تھے۔ ایک گندم کا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے۔ ایک بادل گندم کے کھلیان پر آیا اور اس پر سونا برسا دیا حتیٰ کہ وہ سونے سے لبالب بھر گیا۔ پھر دوسرے بادل نے جو کے کھلیان پر چاندی برسائی حتیٰ کہ وہ بھی چاندی سے بھر گیا۔ (ابن جریر)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو جنت کا لباس پہنایا اور ایوب علیہ السلام ایک طرف دور بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی آئی اور آپ کو پہچان نہ سکی۔ وہ آپ سے کہنے لگی۔ "اے اللہ کے بندے! اس جگہ ایک مریض تھا، وہ کہاں گیا؟ شاید اسے کتے لے گئے یا بھیڑیے کھا گئے۔" وہ کچھ دیر باتیں کرتی رہی تو آپ نے فرمایا: "میں ہی ایوب ہوں۔" وہ کہنے لگی۔ "اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو؟" آپ نے فرمایا: "تجھ پر افسوس! میں ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا جسم درست کر دیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کا مال اور اولاد دوبارہ عطا کر دیے اور اتنا ہی مال و دولت اور اولاد ساتھ اور دے دیے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

(۸) اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی طرف وحی کی: "میں نے تیرا مال اور اہل و عیال واپس کر دیا اور اتنا ہی ساتھ اور دے دیا۔ لہٰذا اس پانی کے ساتھ غسل کرو۔ اس میں تیرے لیے شفا ہے۔ اپنے ساتھیوں کی طرف سے قربانی کرو اور ان کے لیے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے تیرے معاملے میں میری نافرمانی کی ہے۔" (ابن ابی حاتم)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو تندرستی سے نوازا تو آپ پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش برسائی۔ آپ اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کو اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے تو آپ کو کہا گیا: "تو سیر نہیں ہوا؟" آپ نے فرمایا۔

"اے میرے رب! تیری رحمت سے سیر کون ہو سکتا ہے۔" (مسند احمد)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیوں کا ایک گروہ بھیجا گیا۔ آپ ان کو پکڑ کر کپڑے میں ڈالنے لگے تو کہا گیا: "اے ایوب! کیا تجھے وہ کافی نہیں جو ہم نے آپ کو دیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "اے میرے رب! تیرے فضل سے کون مستغنی ہو سکتا ہے۔" (مسند احمد)

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایوب علیہ السلام ننگے غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیوں کا ایک غول گرا۔ آپ دونوں ہاتھوں سے انہیں پکڑ نے



میں ڈالے گئے تو رب تعالیٰ نے ان سے کہا۔

''اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے بے پروا نہیں کیا ہوتو دیکھ رہا ہے؟''

آپ نے کہا۔ ''ہاں اے اللہ! لیکن میں تیری برکت سے بے پروا نہیں ہو سکتا۔'' (بخاری)

(۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی جوانی لوٹا دی بلکہ پہلے سے زیادہ قوت وطاقت عنایت فرمائی۔ حتیٰ کہ آپ کی بیوی سے آپ کے 26 بیٹے پیدا ہوئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ''اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) پکڑ اور اسے مار اور اپنی قسم نہ توڑ۔ وہ اچھا بندہ تھا اور یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والا تھا۔'' (سورۃ ص۔ آیت 44)

یہ اصل میں اللہ کی طرف سے اس کے بندے اور رسول ایوب علیہ السلام کے لیے اس بارے میں رخصت (چھوٹ) تھی کہ انہوں نے ایک مرتبہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ کہتے ہیں کہ کوڑے مارنے کی قسم انہوں نے اس لیے اٹھائی تھی کہ بیوی نے اپنی مینڈھیاں فروخت کر دی تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ شیطان طبیب کی صورت میں آپ کی بیوی کے سامنے آیا تھا اور اس نے ایوب علیہ السلام کے لیے دوا تجویز کی تھی۔ آپ کی بیوی اصل صورت حال نہ سمجھ سکی اور وہ دوا آپ کے پاس لے آئی۔ ایوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ تو شیطان ابلیس تھا۔ پس انہوں نے قسم کھائی کہ میں اسے (بیوی کو) سو کوڑے لگاؤں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تندرست کیا تو آپ کو حکم دیا کہ تنکوں کا ایک مٹھا پکڑ (جیسے کھجور کی شاخ پر بہت سے پتے ہوتے ہیں یا ایسے ہی تنکوں وغیرہ کا مٹھا) مقصد یہ ہے کہ ان کو اکٹھا کر کے ایک ہی دفعہ اسے مارو اور یہ سو کوڑوں کے برابر سمجھا جائے گا۔ اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی اور وہ قسم توڑنے والے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح ان لوگوں کو تنگی اور تکلیف سے نجات دیتا ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ایوب علیہ السلام کو ان کی بیوی کے حق میں بھی اللہ نے اسی طرح پریشانی سے بچایا کیونکہ وہ صبر کرنے والی، خالص نیت والی، صدیقہ، نیکوکار اور ہدایت یافتہ خاتون تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کی عمر 93 برس تھی۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے آپ کے معاملات کی نگرانی کی جس کا نام بشر بن ایوب تھا۔ وہ نبی مبعوث ہوئے اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے نام سے مشہور ہوئے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
طویل و عریض	لمبی چوڑی	ثواب	صلہ۔ اجر
بیزاری	تنگی	مصائب	مصیبت کی جمع۔ غم و پریشانی
شکوہ	شکایت	آلام	الم کی جمع۔ دکھ۔ غم
گلہ	شکوہ	غمگسار	غم خواری کرنے والا۔ غم خوار
صابر الانبیاء	انبیاء میں سب سے زیادہ صبر کرنے والا	دمساز	ساتھی۔ رفیق
ضرب المثل	مثال۔ کہاوت	شاکر	قناعت کرنے والا
اہل و عیال	بیوی بچے۔ گھر والے	حرمت	عزت۔ احترام
رغبت	شوق۔ ترغیب	کنبہ	خاندان
باربرداری	بوجھ اٹھانا	پختہ	پکا۔ ماہر
محبت الٰہی	اللہ کی محبت	خوش بخت	خوش قسمت
کھلے دل کا مالک	فیاض۔ سخی	خوش و خرم	بہت خوش
طشتری	پلیٹ۔ رکابی	ماجرا	معاملہ۔ قصہ۔ واقعہ
چھاؤں	سایہ	فرزند	بیٹا
آڑ	اوٹ	مشکیزہ	چھوٹی مشک
علیحدہ	جدا	دختر	بیٹی
تنگ دلی	دل کی تنگی۔ غیر فیاضی	آقا	مالک

لفظ	معنی	لفظ	معنی
واسطہ	سابقہ۔ تعلق	اوصاف	خوبیاں۔ اچھائیاں
دعوتِ طعام	کھانے کی دعوت	بھید	راز۔ چھپی ہوئی بات
غمزدہ	غمگین	عنایت	مہربانی۔ بخشش۔ عطا
دانائی	حکمت۔ عقل مندی	دولت	ثروت
کنیز	نوکرانی۔ خادمہ	بامراد	مراد والا۔ کامیاب
ہجوم	بھیڑ۔ رش	دریادلی	فیاضی۔ سخاوت
عکاسی	تصویر کشی	پیشانی	ماتھا
مفسرین	مفسر کی جمع۔ تفسیر کرنے والے	نوازا	دیا۔ عطا کیا
مینڈھی	چوٹی	غیر مانوس	اجنبی
امیر زادی	امیر کی بیٹی	عوض	بدلہ
دوچار کرنا	مبتلا کرنا	رنجیدہ	غمزدہ۔ دکھی
تیز دوڑ	بہت تیز سر	التجا	اپیل۔ گزارش
کفارہ	جرمانہ	لبالب بھرنا	پورا بھرنا
امانت	ذمہ داری۔ بھلائی	غسل کرنا	نہانا
شفا	صحت۔ تندرستی۔ نجات	ٹولہ	گروہ
بے پروا	بے نیاز	لوٹانا	واپس کرنا
کوڑے	چابک	طبیب	حکیم۔ معالج
تجویز	رائے۔ مشورہ	نجات	چھٹکارا۔ آزادی
صدیقہ	سچی	تقویٰ	پرہیزگاری